پیغمبرِ اسلامؐ

جوش ملیح آبادی

نگاہِ فطرت کی ضو سے یوں تو ہر ایک ذرّہ جھلک رہا ہے
ہر ایک قوت ابھر رہی ہے ہر ایک پودا اپھک رہا ہے
دبے ہیں ذرّات کی تہوں میں ہزار اسرار کے خزانے
ازل سے آغوش خاروخس میں کھلے ہیں پھولوں کے کارخانے
ہوائے نشوونما کا جھونکاہر اک چمن سے گزررہا ہے
ہر ایک خوشہ ہے محوزینت، ہر اک شگوفہ سنورہا ہے
ازل کے دن طرح ملی تھی جمود کو رخصتِ روانی
مچل رہا ہے رگِ جہاں میں اسی طرح خونِ زندگانی
اگرچہ صدیاں گزرچکی ہیں پڑے ہیں کیاکیا حجاب اب تک
اداسے چلتی ہے گلستانِ جہاں میں بادبہار اب بھی
زمانہ ہے رحمتوں کی تازہ نواشوں سے دوچار اب بھی
جبین لیلائے شب ہے روشن روپہلی قندیل سے قمر کی
سنہری کنگن میں ہنس رہی ہے کلائی دوشیزۂ سحر کی
عطا وانعام کے فرشتے یہاں سداپیش وپس رہے ہیں
زمیں پہ صبحِ ازل سے اب تک کرم کے بادل برس رہے ہیں
مگر یہ سب بے شمار تحفے ، زمیں کو فطرت جو بخشی ہے

کوئی حقیقی ہے ان میں نعمت تو وہ اک آزاد آدمی ہے
وہ آدمی، موجِ زندگی سے نگاہ جس کی دھلی ہوئی ہے
وہ آدمی جس کے ہر نفس میں کتاب حکمت کھلی ہوئی ہے
وہ آدمی جس کی تیز نظریں مزاج عالم کی رازداں ہیں
وہ آدمی نبض پیچ وتابِ حیات پر جس کی انگلیاں ہیں
وہ آدمی جس کا جامِ الفت، خنک ستارے پے ہوئے ہیں
وہ آدمی ، گردوپیش جس کے فرشتے حلقہ کئے ہوئے ہیں
وہ آدمی جس کے پاک دل میں پیام فطرت چھپا ہوا ہے
وہ آدمی، جس ک اگرم ناخن ربابِ ہستی کو چھورہا ہے
وہ آدمی جو شمیم گل سے علوم کے پھول چن رہا ہے
وہ آدمی ، جو ہوا کی رو میں خدا کا پیغام سن رہا ہے
اگر چہ نقش قدم پر اس کے ازل سے سجدے میں آسماں ہیں
مگر غضب تو یہ ہے جہاں میں اسی سے بے اِعتنائیاں ہیں
بہت سے گزرے ہیں یوں تو انساں خرد کی شمعیں جلانے والے
بتوں کی ہیبت اٹھانے والے، خدا کا سکہ بٹھانے والے
مگر عرب کے خموش افق سے کرن وہ پھوٹی رسول بنکر
کہ جتنے ظلمت کے خاروخس تھے دہک اٹھے سرخ پھول بنکر
ابھی تک انکار پر مصرہے ، دماغ مختل ہے کافری کا
نظام قدرت سے ہے نمایاں ثبوت اس کی پیمبری کا